جلد ۲۹ | ۲۱ ماہ تبلیغ ۱۳۲۰ ہش | ۲۴ محرم ۱۳۶۰ ھ | ۲۱ فروری ۱۹۴۱ء | نمبر ۴۲

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر

مجلس مشاورت ۱۳۱۹ ہش کے موقع پر

نمائندگان مجلس مشاورت کے انتخاب کے متعلق جماعتوں کو ضروری ہدایات

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے نے گذشتہ مجلس مشاورت ۱۳۱۹ ہش کے موقعہ پر جو افتتاحی تقریر فرمائی تھی۔ اس کا ایک حصہ جو انتخاب نمائندگان کے متعلق ہے۔ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کی ان ہدایات کو ملحوظ رکھ کر مجلس مشاورت کے لئے نمائندگان کا انتخاب فرمائیں:۔

سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اے عزیزو! جو مختلف جہات اور اطراف سے اس مجلسِ شوریٰ میں شامل ہونے کے لئے جمع ہُوئے ہو۔ ہماری ذمہ واریاں اور ہمارے فرائض ایسے نازک ہیں۔ کہ ان کا خیال کرکے بھی دل کانپ جاتا ہے۔ وُہ نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کا کام جو اللہ تعالے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد فرمایا تھا۔ اب وُہ ان کے ہاتھوں سے منتقل ہو کر ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک بلا استثنا وُہ شخص ہے۔ جو اس بات کو جانتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ اور تسلیم کرتا ہے۔ کہ ہم اس کام کے اہل نہیں ہیں۔ بلکہ اس کام سے واقف بھی نہیں ہیں۔ جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ ہمارے سپرد یہ کام کیا گیا ہے۔ کہ ہم ایک ایسی عمارت تیار کریں۔ جو دُنیوی عمارتوں کے مقابلہ میں روحانی صنعت میں ایسا ہی رُتبہ رکھتی ہو۔ جیسے دُنیوی عمارتوں میں مثلاً تاج محل۔ مگر ہم تو جھونپڑے بنانے کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ مزدوروں کے چھپر بنانے کی بھی ہم میں طاقت نہیں۔ کُجا یہ کہ ہم وُہ عظیم الشان عمارت تیار کریں۔ جسے دیکھ کر اگلے اور پچھلے لوگ حیران رہ جائیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ یہ کام ہماری طرف سے خود ہی کردے۔ جیسے پُرانے قصوں میں بیان کیا جاتا تھا۔ کہ جنات لوگوں کے مکانات بنا جایا کرتے تھے۔ ہماری امیدیں بھی اپنے رب پر ایسی ہی ہیں۔ وُہ فرضی جنّ تو لوگوں کے کیا مکانات بناتے تھے؟ البتہ ہم یہ امید رکھتے ہیں۔ کہ ہمارا رب ہم پر یہ رحم کرے۔ کہ جب ہم سو رہے ہوں۔ تو اپنے فضل سے وُہ روحانی عمارت دُنیا میں خود بخود کھڑی کردے۔ اور جب ہم جاگیں۔ تو یہ دیکھ کر اُس کے حضور سجداتِ شکر بجا لائیں۔ کہ خدا نے ہم پر رحم کرکے وُہ کام خود بخود کر دیا ہے جس کا بجا لانا ہمیں اپنے لئے بالکل ناممکن نظر آتا تھا۔ اور جس کا کرنا ہمیں سخت مشکل دکھائی دیتا تھا۔ مگر جہاں ایک حصہ اس کام کا ایسا ہے۔ جو دُعاؤں اور عاجزی اور زاری سے خدا تعالےٰ سے کروایا جا سکتا ہے۔ وہاں اس کام کا ایک حصہ ایسا بھی ہے۔ جو ہمارے ذمہ ہے اور جس کی طرف اگر ہم نگاہ نہ رکھیں گے اور اگر ہم اپنے اُس حصّہ کو پُورا کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔ تو ہم اللہ تعالےٰ کے اُس فضل کے کبھی مستحق نہیں ہوسکتے۔ جس کی ہم امید لگائے بیٹھے ہیں۔ اور وُہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے کام کے لئے ہمیشہ اہل لوگوں کا انتخاب کرنا چاہیئے:۔

مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض جماعتیں ایسی ہیں۔ جو مجلسِ شوریٰ میں اپنے نمائندے اہل چن کر نہیں بھجواتیں چنانچہ میں نے اسی سال کے نمائندگان کی جو لسٹیں دیکھی ہیں۔ ان میں بعض منافق بھی مجھے نظر آئے ہیں۔ بعض نہایت ہی کمزور ایمان والے بھی مجھے دکھائی دیئے ہیں۔ بعض بڑبولے۔ اور معترض بھی میں نے دیکھے ہیں۔ اور بعض یقینی طور پر ایسے لوگ ہیں۔ جو اپنے اندر بہت تھوڑا ایمان رکھتے ہیں۔ اگر جماعتیں اپنے نمائندگان کا صحیح انتخاب کرتیں۔ تو اس قسم کی کوتاہی اور غفلت اُن سے کبھی سرزد نہ ہوتی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ جماعتیں یہ نہیں دیکھتیں۔ کہ کون نمائندگی کا اہل ہے؟ بلکہ وُہ یہ دیکھا کرتی ہیں۔ کہ کون فارغ ہے۔ جسے قادیان بھیجا جا سکتا ہے۔ اور جب نمائندگی کا سوال ہو۔ تو وُہ پوچھ لیتی ہیں۔ کہ کیا کوئی فارغ ہے؟ اور کیا وُہ قادیان جا سکتا ہے۔ اس پر جو بھی کہدے۔ کہ میں فارغ ہُوں۔ اُسے بھجوا دیا جاتا ہے۔ اور یہ قطعی طور پر نہیں سمجھا جاتا۔ کہ اس مجلس شوریٰ کی ذمہ واریاں کتنی وسیع ہیں۔ اور کتنے اہم فرائض ہیں۔ جو نمائندگان پر عائد ہوتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ایک شخص فارغ تھا۔ یا صرف اس لئے کہ ایک شخص بڑبولا اور معترض تھا۔ یا صرف اس لئے کہ ایک شخص زیادہ آسُودہ حال تھا۔ یا صرف اس لئے کہ ایک شخص آگے آنا چاہتا تھا۔ انہوں نے اس کو نمائندہ بنا کر قادیان بھیجدیا۔ حالانکہ وُہ شخص جو آگے آنا چاہے اور خود بخود کوئی عُہدہ مانگے۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ایسے شخص کے متعلق یہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اُسے وُہ عہدہ نہیں دیا جائے گا:۔

پس میں جماعت کو آپ لوگوں کی وساطت سے یہ پیغام پہونچانا چاہتا ہوں۔ کہ جو کام خدا کا ہے۔ وہ تو بہرحال اُسے پورا کرے گا۔ مگر جس کام کا ہمارے ساتھ تعلق ہے۔ اگر ہم اس کام کو دیانتداری کے ساتھ سرانجام نہیں دیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے نزول میں دیر لگ جائے گی۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ اور نمائندگی کے لئے ہمیشہ اہل لوگوں کو منتخب کرو۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ میرا یہ خیال ہے کہ جماعت نے ابھی تک مجلس شوریٰ کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ انہوں نے صرف اس کو ایک مجلس سمجھ لیا ہے جس کے متعلق وُہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر اس میں انہوں نے اپنی جماعت کا کوئی نمائندہ نہ بھیجا۔ تو ان کی سُبکی ہوگی۔ اسی لئے انہوں نے کامل غور سے کام نہیں لیا۔ اور نمائندہ کے طور پر بعض منافقین کا بھی انتخاب کر لیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے بے نمازیوں کو بھی چن لیا ہے۔ بلکہ ان لوگوں کو بھی چُن لیا ہے۔ جن کا کام سلسلہ پر ہر وقت اعتراضات کرتے رہنا ہے۔ صرف اس لئے کہ وُہ بڑبولے تھے۔ یا صرف اس لئے۔ کہ وُہ معترض تھے۔ یا صرف اس لئے کہ وُہ دولتمند تھے۔ یا صرف اس لئے کہ وُہ خواہش رکھتے تھے۔ کہ انہیں آگے آنے کا موقعہ ملے۔ حالانکہ اس مجلس شوریٰ کے سپرد ایک ایسا کام ہے۔ جس کی اہمیت اور نزاکت ایسی عظیم الشان ہے۔ کہ اس کو کسی وقت بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اور وُہ یہ کہ اس مجلس کے سپرد ایک کام یہ بھی ہے۔ کہ اگر کسی خلیفہ کی ناگہانی موت ہو جائے۔ تو یہ مجلس اس کی وفات پر جمع ہو۔ اور نئے خلیفہ کا انتخاب کرے۔ اگر اس جماعت کے اندر بھی منافقین شامل ہوں۔ اگر اس جماعت کے اندر بھی کمزور ایمان والے لوگ شامل ہوں۔ اگر اس جماعت کے اندر بھی بے نمازی شامل ہوں۔ اگر اس جماعت کے اندر بھی وُہ بڑبولے اور معترض شامل ہوں۔ جن کے دل اللہ تعالےٰ کی خشیت سے بالکل خالی ہوں۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس مجلس میں بھی پارٹی بازی شروع ہو جائے گی۔ اور کوئی کسی کی طرف جھک جائے گا۔ اور کوئی کسی کی طرف۔ اور لڑائی جھگڑا اور فساد شروع ہو جائے گا۔ جیسے بعض ناقص العقل اور کمزور جماعتوں میں پریذیڈنٹ وغیرہ کے انتخاب کے موقعہ پر اس قسم کے جھگڑے ہو جایا کرتے ہیں۔ اور جماعت کا ایک حصہ کسی کے متعلق پراپیگنڈا کرتا رہتا ہے اور دوسرا حصہ کسی کے متعلق۔ اور انتخاب کے موقعہ پر بجائے سنجیدگی اور متانت کے ساتھ غور کرنے کے ہر پارٹی یہ چاہتی ہے کہ جس کا اس نے انتخاب کیا ہے۔ وُہی پریذیڈنٹ ہو۔ اگر اس قسم کے جھگڑے اور اس قسم کی پارٹی بازی مجلس شوریٰ میں بھی شروع ہو گئی۔ تو اس وقت خلافت خلافت نہیں رہے گی۔ بلکہ ایک ادنےٰ دُنیوی انتظام ہوگا۔ جو نہ دین کے لئے مفید ہوگا۔ اور نہ دُنیا کے لئے۔ اس مجلس میں تو ان لوگوں کو شامل ہونے کے لئے بھیجنا چاہیئے۔ جن کا ایمان اتنا مضبوط ہو۔ کہ وُہ سلسلہ کے فائدہ کے لئے اپنے باپ اور اپنی ماں کی بات سننے کے لئے بھی تیار نہ ہوں۔ کجا یہ کہ وُہ اِدھر اُدھر سے باتیں سنیں۔ اور سلسلہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے لگ جائیں۔ اس قسم کے آدمی تو مجلس شوریٰ سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر رہنے چاہئیں۔ کجا یہ کہ اُن کو نمائندہ بنا کر اس مجلس میں شامل کر لیا جائے۔

پس یہ ایک خطرناک غلطی ہے۔ جو اس دفعہ جماعت نے کی اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ جماعتیں میری اس ہدایت کو یاد رکھیں گی۔ بلکہ میں جماعت کے کارکنوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وُہ میرے اتنے حصہ تقریر کو الگ شائع کر دیں۔ اور آئندہ مجلس شوریٰ کے موقعوں پر ہمیشہ اسے شائع کرتے رہیں۔ تاکہ جماعتیں ان لوگوں کا انتخاب کر کے بھیجا کریں۔ جو تقوےٰ اور دیانت اور عبادت کے لحاظ سے بڑھے ہوں۔ یہ نادانی کا خیال ہے۔ جو بعض جماعتوں میں پایا جاتا ہے۔ کہ فلاں چونکہ مالی واقفیت رکھتا ہے۔ اس لئے اسے نمائندہ بنا کر بھیجنا چاہیئے۔ یا فلاں چونکہ بولتا زیادہ ہے۔ اس لئے اسے نمائندہ بنا کر بھیجنا چاہیئے۔ اگر محض مالی واقفیت کی وجہ سے کسی کی نمائندگی جائز ہو۔ تو پھر تو کوئی ہندو بھی ہمیں نمائندہ بنا لینا چاہیئے۔ اسی طرح اگر کوئی عیسائی مالی امور کے متعلق واقفیت رکھتا ہو۔ تو اسے بھی نمائندہ بنا لینا چاہیئے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ بجٹ سے تعلق رکھنے والی یہ باتیں محض سطحی ہیں۔ اور دوسرا درجہ رکھتی ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں۔ تو کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کونسا بجٹ تیار ہوا کرتا تھا پھر حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں کونسا بجٹ ہوتا تھا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں بجٹ بنتا ہی نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی بجٹ نہیں بنتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب سب کام انجمن کے سپرد ہوا۔ تو اس وقت بجٹ بننے لگا۔ لیکن فرض کرو۔ کہ کسی وقت ہم فرداً فرداً اس مجلس کو اڑا دیں۔ تو سلسلہ کو اس سے کیا نقصان ہو سکتا ہے؟ پس بجٹ پر بحث ایک سطحی کام ہے۔ اور اگر ہم اس کام کے لئے ایسے ہی لوگوں کو منتخب کیا کریں۔ جو مالی معاملات کے متعلق اچھی واقفیت رکھتے ہوں یا بڑبولے۔ اور معترض ہوں۔ اور نمائندوں کے انتخاب میں نیکی اور تقوےٰ کو مدنظر نہ رکھا کریں۔ تو یہ ایسی ہی بات ہوگی۔ جیسے چہرہ کی صفائی کے لئے کسی کی رُوح نکال لی جائے۔ اگر رُوح نہیں ہوگی۔ تو مُردہ کی لاش کو لے کر کسی نے کیا کرنا ہے۔ خواہ اس کا چہرہ کیسا ہی چمکتا ہو سو اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اگر ہمیں ایسے متقی اور نیک لوگ ملیں جو دُنیوی علوم سے بھی آگاہ ہوں۔ اور حسابی معاملات میں بھی اچھی دسترس رکھتے ہوں۔ یا اچھے لسّان اور لیکچرار ہوں۔ تو یہ بڑی اچھی بات ہے میں یہ نہیں کہتا۔ کہ ضرور ایسے ہی نمازی کو چنو جو حساب نہ جانتا ہو۔ یا ایسے ہی نیک شخص کا انتخاب کرو۔ جو بولنا نہ جانتا ہو۔ اگر دونوں خوبیاں کسی میں پائی جائیں۔ تو اسی کا انتخاب کرنا زیادہ موزون ہوگا۔ لیکن اگر کسی میں نیکی اور اتقا نہیں۔ بلکہ وُہ محض دُنیوی علوم کا ماہر ہے تو تم اس کی بجائے اس متقی اور پرہیزگار انسان کا انتخاب کرو۔ جو اپنے دل میں دین کا درد رکھتا ہو جو بڑبولا نہ ہو۔ جو اپنے آپ کو آگے کرنے کی عادت نہ رکھتا ہو۔ اور باہمی بات کو سمجھنے اور مشورہ دینے کی بھی اہلیت رکھتا ہو۔ مگر یہ کہ صرف دُنیوی علوم وفنون کو مدنظر رکھا جائے۔ اور یہ نہ دیکھا جائے۔ کہ وُہ اپنے دل میں اللہ تعالےٰ کی خشیت اور محبت بھی رکھتا ہے یا نہیں ایک فضول بات ہے۔

پس میں جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور متعلقہ کارکنوں کو بھی ہدایت کرتا ہوں۔ کہ وُہ میرے اس حصہ تقریر کو بقیہ جماعت تک پہنچا دیں۔ اور پھر متواتر پہونچاتے رہیں۔ کہ مجلس شوریٰ کے نمائندے ایسے ہی منتخب کرنے چاہئیں۔ جن کے اندر تقوےٰ و طہارت ہو۔ جو لوگ لڑاکے اور فسادی ہوں نمازوں کی پابندی کرنے والے نہ ہوں۔ جھوٹ بولنے والے ہوں۔ معاملات کے اچھے نہ ہوں۔ بلاوجہ اعتراض اور اعتراض کرنے والے ہوں۔ یا منافق اور کمزور ایمان والے ہوں۔ ان کو بطور نمائندہ انتخاب کرنا جماعت کی جڑ پر تبر رکھنا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو مجلس کے قریب بھی نہیں آنے دینا چاہیئے۔ چاہے وُہ کروڑوں روپیہ کے مالک ہوں۔ اور چاہے وہ باتیں کر کے تمام مجلس پر چھا جانے والے ہوں۔ ہمارے لئے وہی لوگ مبارک ہیں جن کے اندر دین اور تقویٰ ہے۔ خواہ وُہ اچھی طرح بول بھی نہ سکتے ہوں۔ اس کے مقابلہ میں وہ لوگ جن میں دین اور تقوےٰ نہیں۔ خواہ وُہ کتنے ہی لسّان اور لیکچرار ہوں۔ اور خواہ

قادیان ۱۹ - تبلیغ ۱۳۲۰ ہش - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمدللہ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو آج بھی شدید بخار اور دوران سر کی شکایت رہی حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت دوران سر اور ضعف کی وجہ سے ناساز ہے صحت کاملہ کے لئے دعا کی جائے۔

نظارت دعوۃ وتبلیغ کی طرف سے ابوالبشارت مولوی عبدالغفور صاحب ڈیرہ غازیخان اور شیخ عبدالقادر صاحب لاہور سلسلہ تبلیغ بھیجے گئے۔

اجرائے نبوّت کے فوائد

ازجناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔

نبوّت کے فیض عامہ کی ہر نسل کو ضرورت

نبوت چونکہ انعام ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے سب انعامات سے بڑا انعام ہے۔ پھر قومی انعام ہے۔ اس لئے نبوت کے فوائد تمام قوم بلکہ تمام جہان کے اغراض و مقاصد پر اشتمال رکھتے ہیں۔ اور نہ صرف قوم اور اقوام عالم کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے فوائد ہی نبوت میں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ تمام قسم کے نقصانات سے بچانے اور جبر مافات کے فوائد بھی نبوت اپنے اندر رکھتی ہے۔ کیونکہ نبوت علم صحیح اور عقل سلیم اور اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ جو سعادتِ دارین اور حسناتِ دینیہ و دُنیویہ کے حصول کا بہترین اور واحد ذریعہ ہے اگر دُنیا میں خدا کی طرف سے انعام نبوت انسانوں کو حاصل نہ ہوتا۔ تو انسان بھی دوسرے بہائم اور وحشیوں اور درندوں کی طرح صرف ایک جانور ہوتا۔ لیکن نبوت ہی ایک چیز ہے۔ جس کے ذریعے انسان انسان کہلایا اور با اخلاق اور با خدا بنا اور تمام کائنات عالم کے ذرات کے خواص عجیبہ اور عجائبات حکمیہ کی کلید اسے دی گئی۔ اور اسی نبوت کی استعداد اور قابلیت کی وجہ سے ارشاد وسخّر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارض جمیعًا منہ کے مطابق انسان کے فوائد کے لئے تمام وُہ اجرام جو آسمانوں میں پائے جاتے ہیں۔ یا زمین میں ہیں۔ اس کے آگے مسخر کر دیئے گئے۔

پس اس طرح سے نبوت کا انعام چونکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بلحاظ استفادہ سب انسانوں کے لئے عام ہے اس لئے جب تک دُنیا میں انسان رہیں گے۔ نبوت کا انعام پہلوں کی طرح پچھلوں کو بھی ملتا رہے گا۔ گو انعامِ نبوّت کا استفادہ لا اکراہ فی الدّین کے ارشاد کے مطابق کسی جبر پر مبنی نہیں۔ بلکہ اس کا استفادہ تعلیم مدرسہ اور معالجات ہسپتال اور دعوت طعام کی طرح ہے۔ کہ جس کا جی چاہے سکول میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کرے۔ اور جس کا جی چاہے نہ کرے۔ جو چاہے۔ علاج کے لئے شفاخانہ میں جا کر علاج کرائے۔ جو نہ چاہے نہ کرائے۔ اور ایسا ہی دعوت طعام پر جو دعوت عامہ ہے جس کی مرضی ہو جا کر کھانا کھائے جس کی مرضی نہ ہو۔ نہ کھائے۔ قرآن کریم میں نبی کو داعی اور تعلیم نبوت ورسالت کو دعوت کے نام سے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ پس ان معنوں میں اجرائے نبوت کا فائدہ ظاہر ہے۔ کہ جس طرح تعلیم کے لئے درس و تدریس اور تعلیم و تعلّم کی ہر نئی نسل کو ہر نئے زمانہ میں ضرورت ہے۔ اور علاج معالجہ کے لئے ہر نئی نسل کے بیماروں کو صحت اور شفاء کی ضرورت ہے اور تندرستوں کو صحت کے سنبھال رکھنے کی حاجت اسی طرح نبوت کے فیوض عامہ کی ہر نئی نسل کو ضرورت ہے۔ اور تا قیامت ضرورت ہے۔ پس اجرائے نبوّت اپنے فوائد کے لحاظ سے ایک نہایت ہی مفید نعمت ہے جس کی ضرورت ہر شخص جو علم صحیح اور عقل سلیم رکھتا ہے۔ طبعاً محسوس کرتا ہے۔ کہ اس کا فیضان نوع انسان کی ہر نسل کو نصیب ہونا چاہیئے۔

زمانۂ فترت کے فسادات

اجرائے نبوت کا فائدہ اس بات سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جب سلسلۂ انبیاء کے مسلسل جاری رہنے کے بالمقابل کبھی مصلحت الٰہیہ وحکمت ربانیہ کے ماتحت فترت، اور وقفہ کی صورت واقع ہوتی ہے۔ تو لوگوں میں جہالت اور فسادات رونما ہو جاتے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت جو اسرائیلی اور اسماعیلی انبیاء کے بعد ایک لمبے وقفہ اور فترت کے طریق پر وقوع میں آئی۔ تو اس وقفہ سے جو نبیوں رسولوں کی فترت کا زمانہ تھا۔ لوگوں کی حالت ظہر الفساد فی البر والبحر کی صورت میں پائی گئی۔ یعنی تری اور خشکی کے رہنے والے انسانوں کے اندر سخت سے سخت فسادات کا غلبہ ظہور میں آ گیا۔ ان حالات سے بھی یہ بات بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ کہ وقفہ اور فترت کے فسادات اجرائے نبوت کے فوائد کے کس قدر مقتضی اور محتاج پائے جاتے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ فسادات کے دُور کرنے کے لئے زمینی تدبیریں کارگر نہیں ہو سکتیں جب تک کہ خدا کی طرف سے کوئی مصلح نہ بھیجا جائے۔ عام مصیبت یا ابتلاء کی صورت جب دُنیا میں رونما ہوتی ہے۔ تو اسے دُنیا کے لوگوں کی تدبیریں دُور کرنے کے لئے کام نہیں آ سکتیں۔ اس کی مثال رات کی تاریکی اور دَورِ خشک سالی سے بھی واضح ہے۔ کہ رات کی تاریکی جو ساری دُنیا پر چھا جاتی ہے۔ اس کا علاج آسمانی انتظام سے کیا جاتا ہے۔ اور سُورج جو آسمانی نور ہے۔ جب تک وُہ باعث تدارک نہ بنے وُہ عام عالمگیر رات کی تاریکی دُنیا سے دُور نہیں ہو سکتی۔ ایسے ہی خشک سالی کی عام مصیبت کا علاج بھی اوپر سے ہی کیا جاتا ہے۔ یعنی بارانِ رحمت کا نزول۔ جو آسمانی انتظام اور قانونِ قدرت سے تعلق رکھتا ہے اس کے بغیر خشک سالی دفع نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح دینی اور رُوحانی عالمگیر تاریکی ہو یا خشک سالی کے مشابہ حالات ہوں۔ ان کا تدارک اور تلافی بھی آسمانی انتظام کے ماتحت دَورِ نبوّت اور بعثت انبیاء کے ذریعہ سے ہی ہو سکتی ہے۔

فترت سے انقطاع نبوّت سمجھنا غلطی ہے۔

سُورۂ مائدہ میں رسُولوں اور نبیوں کا مبعُوث ہونا فترت اور متواتر دونوں طرح پر ثابت ہے۔ سُورہ مائدہ کی آیت علٰی فترۃ من الرسل سے فترت کا ثبوت ملتا ہے۔ اور سورہ مومنون کی آیت ثمّ ارسلنا رسلنا تترا سے متواتر اور پے در پے رسولوں کا آنا ثابت ہے۔ فترۃ من الرسل کی صورت میں وقفہ کے بعد آنے والا رسول صاحبِ سلسلۂ عظیمہ ہوتا ہے۔ جیسے حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت مُوسےٰؑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے گئے۔ پس جو لوگ فترت سے انقطاع نبوت کا مسئلہ گھڑ لیتے ہیں۔ وُہ غلطی خوردہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے ایسے لوگوں کی اس طرح کی غلطی کا حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد جب موسےٰ علیہ السلام تک فترت کی صورت واقع ہوئی۔ ذکر کیا ہے۔ کہ انہوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولا۔ کہ اب آئندہ یوسف کی وفات کے بعد خدا کوئی رسُول بھی ہرگز مبعوث نہ کرے گا۔

پس فترت وقفہ اور دیری کے معنوں میں تو پائی جاتی ہے۔ لیکن انقطاع نبوت کے معنوں میں اسے سمجھنا خود منشائے نبوۃ کے خلاف ہے۔ کیونکہ انبیائے سابقین کی عموماً اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصُوصاً موعودِ آخر زمان کے متعلق بہت بڑی زبردست پیشگوئی مسلمات مشہورہ سے ہے۔ اور نیز یہ بھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آنے والے موعود کو جو مسیح موعُود ہے۔ ایک ہی حدیث میں آ چار دفعہ نبی اللہ کے عظیم الشان منصب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر انقطاع نبوّت کا مسئلہ درست ہوتا۔ تو اسی صُورت میں آپ کا اپنے بعد ایک عظیم الشان نبی کے آنے کی بشارت دینا کیا معنے رکھتا ہے۔ پس جن لوگوں نے حضرت خاتم النبیین کے بعد آپ کے خاتم ہونے سے سلسلۂ نبوت کا انقطاع مانا ہے انہوں نے مسیح موعود کے نبی ہونے کی پیشگوئی کو نظر انداز کر کے شریعت والے نبیوں کے انقطاع کے ساتھ اتباع والے نبیوں کو بھی شامل کر لیا ہے۔ حالانکہ اگر خاتم بمعنے اگر بند بھی تسلیم کیا جائے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ جو آپ سے پہلے تھے۔ اور الگ الگ شریعت والے تھے جس کا یہ مطلب تھا۔ کہ دوسرے شریعت والے نبیوں کی شریعت منسُوخ ہونے سے اب ان کی اُمت کے لوگوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت بنا دیا گیا۔ اب انہیں چاہیئے۔ حضرت موسےٰ یا عیسےٰ کی اتباع اور ان کی شریعت اور ہدایت کی پیروی سے کسی فیض کی امید نہ رکھیں کیونکہ انہیں فیض نہیں ملے گا۔

بجز اس کے کہ وہ سب کے سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور آپ کی شریعت کی پیروی کریں۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ظہور سے پہلے سب نبیوں کے سلسلوں کو ختم کر دیا ہے اور اس طرح وہ سب نبی ختم ہو چکے ہیں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور نبوت قیامت تک باقی ہے۔ کیونکہ آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ نہ کہ خود ختم ہونے والے اور آپ کے کسی موعود نبی کا آنا آپ کی شریعت کی اتباع اور اشاعت کی غرض سے ہو سکتا ہے۔ نہ کہ آپکی شریعت کو منقطع کرنے کے لئے جیسے کہ آج اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبعوث ہونا اسی غرض مذکور کے پورا کرنے کے لئے ہے۔ اور بس۔ افسوس کہ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال کے وقفہ کو جو فترت کے معنوں میں تھا۔ جو محاق کی راتوں کے چاند کے فقدان کی مثال اپنے اندر رکھتا ہے، اور جس سے نئے چاند کے طلوع کی بشارت ظاہر ہوتی ہے۔ اسے سلسلہ نبوت کے انقطاع کے معنوں پر غلطی سے محمول کر لیا۔ اور اس طرح ایک صادق کو کاذب اور مسیح نبی اللہ کو مسیح دجال قرار دیا۔ جس کا نتیجہ بجز شقاوت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

خدا تعالےٰ کی معرفت کا تازہ سامان

اجرائے نبوت کا فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ نبوت سے خدا تعالےٰ کی معرفت کا تازہ بتازہ سامان مہیا ہوتا ہے۔ جس کے ہر زمانہ کے لوگ ایمان پیدا کرنے اور یقینی مدارج میں ترقی کرنے کے محتاج پائے جاتے ہیں۔ اور وہ سامان خدا تعالےٰ کے تازہ نشانوں اور تازہ بتازہ حقائق و معارف کا علمی نور ہے۔ جس سے عقلی خامیاں اور ذہنی تاریکیاں دور ہو کر انسان عرفان الٰہی کے ایسے مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے۔ جس سے خدا شناسی کی آنکھ خدا کا چہرہ دکھا دیتی ہے۔ اور یہ سامان معرفت الٰہیہ بجز راستباز انسانوں اور پاک نبیوں کے ہرگز میسر نہیں آسکتا۔ خدا کے نبی کی زندگی ہر پہلو سے خدا کے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ عالم موجودات اور مصنوعات سے بھی بڑھ کر خدا کی ہستی کا ثبوت پیش کرنے والی ہوتی ہے۔ اور عارف نظریں اس سے خدا کو دیکھ لیتی ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب نصرۃ الحق کے صفحہ ۲۹ پر فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ایک راستباز کی معجزانہ زندگی زمین اور آسمان سے زیادہ تر خدا تعالےٰ کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ کسی نے نہیں دیکھا۔ کہ زمین اور آسمان کو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ صرف اس عالم کی پُرحکمت صنعت کو دیکھ کر اور اس کی ترکیب کو ابلغ اور محکم پاکر عقل سلیم اس بات کی ضرورت سمجھتی ہے۔ کہ ان بے مثل مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہیئے۔ مگر عقل اپنی معرفت میں اس حد تک نہیں پہونچتی۔ کہ فی الواقعہ وہ صانع موجود بھی ہے۔ کیونکہ اس صانع کو بناتے نہیں دیکھا۔ اور عقلی خدا شناسی کا تمام مدار صرف ضرورت صانع پر رکھا گیا ہے، نہ یہ کہ اس کا ہونا مشاہدہ کیا گیا۔ لیکن راستباز کی معجزانہ زندگی واقعی طور پر اور مشاہدہ کے پیرایہ میں خدا تعالےٰ کی ہستی کو دکھاتی ہے کیونکہ راستباز اپنی سب ابتدائی حالت میں ایک ذرہ بے مقدار کی طرح ہوتا ہے یا ایک رائی کے بیج کی طرح جس کو ایک کسان نے بویا۔ اور نہایت ذلیل حالت میں پڑا ہوا ہوتا ہے۔ تب وحی کے ذریعہ سے خدا دُنیا کو اطلاع دیتا ہے۔ کہ دیکھو میں اس کو بناؤں گا۔ میں ستاروں کی طرح اس میں چمک ڈالوں گا۔ اور آسمان کی طرح اس کو بلند کروں گا۔ اور ایک ذرہ کو ایک پہاڑ کی طرح کر دکھاؤں گا۔ پھر بعد اسکے باوجود اس بات کے کہ دنیا کے تمام شریر چاہتے ہیں۔ کہ وہ ارادۂ الٰہی معرض التوا میں رہے۔ اور ناخنوں تک زور لگاتے ہیں۔ کہ وہ امر ہونے نہ پائے۔ مگر وہ رک نہیں سکتا جب تک پورا نہ ہو۔ اور خدا کا ہاتھ سب روکوں کو دور کر کے اس کو پورا کرتا ہے۔ وہ ایک گمنام کو اپنی پیشگوئی کے مطابق ایک عظیم الشان جماعت بنا دیتا ہے۔ وہ تمام مستعد لوگوں کو اس کی طرف کھینچتا ہے۔ وہ اس گمنام کو ایسی شہرت دیتا ہے۔ کہ کبھی اس کے باپ دادوں کو نصیب نہ ہوئی۔ وہ ہر میدان میں اس کا ہاتھ پکڑتا ہے، اور ہر ایک جنگ میں اس کو فتح دیتا ہے۔ اور ایک دُنیا کو اس کا غلام کرتا ہے اور لاکھوں انسانوں کو اس کی طرف کھینچ لاتا ہے۔ اور اس کی تعلیم ان کے دلوں میں بٹھا دیتا ہے۔ اور روح القدس سے اس کی مدد کرتا ہے۔ وہ اس کے دشمنوں کا دشمن اور اس کے دوستوں کا دوست ہو جاتا ہے۔ اور اس کے دشمن سے وہ آپ لڑتا ہے۔ اسی لئے مَیں نے کہا ہے۔ کہ راستباز کی معجزانہ زندگی آسمان و زمین سے زیادہ خدا کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیونکہ لوگوں نے زمین و آسمان کو بچشم خود خدا کے ہاتھ سے بنتے نہیں دیکھا۔ لیکن وُہ بچشم خود دیکھ لیتے ہیں۔ کہ خدا راستباز کے اقبال کی عمارت کو اپنے ہاتھ سے بناتا ہے وُہ ایک زمانہ دراز پہلے خبر دیتا ہے۔ کہ مَیں ایسا کروں گا۔ اور ایسا اس کو بنا دوں گا اور پھر باوجود سخت روکوں اور شدید مزاحمتوں کے جو شریر انسانوں کی طرف سے ہوتی ہیں۔ ایسا ہی کر کے دکھلا دیتا ہے۔ پس یہ نشان حق کے طالب کو حق الیقین تک پہنچاتا ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے وجود پر ایک قطعی دلیل ہوتی ہے۔ مگر ان کے لئے جو خدا تعالےٰ کے طالب ہیں۔ اور تکبر نہیں کرتے اور حق کو پاکر انکسار سے قبول کر لیتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی ایسے نشان بہت جمع گئے ہیں۔ کاش لوگ ان میں غور کرتے۔ اور اپنے تئیں یقین اور معرفت کے چراغ سے روشن کر کے نجات کے لائق ٹھہرا دیتے لیکن شریر انسان کو خدا کے نشانوں سے ہدایت حاصل کرنا نصیب نہیں۔ وہ روشنی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے، تا ایسا نہ ہو۔ کہ روشنی اس کی آنکھوں کو منور کرے۔ اور راہ دکھائی دے شریر آدمی ہزار نشان دیکھ کر اس سے مونہہ پھیر لیتا ہے۔"

صفات الٰہیہ کی معرفت کا مدار

صفات الٰہیہ کی معرفت کا دار و مدار بھی انبیاء کی نبوت اور رسالت پر ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۹ پر فرماتے ہیں:۔

"اللہ پر پورا ایمان تبھی ہو سکتا ہے کہ اس کے رسولوں پر ایمان لاوے۔ وجہ یہ کہ وہ اس کی صفات کے مظہر ہیں۔ اور کسی چیز کا وجود بغیر وجود اس کی صفات کے پایۂ ثبوت نہیں پہونچتا۔ لہٰذا بغیر علم صفات باری تعالےٰ کے معرفت باری تعالےٰ ناقص رہ جاتی ہے۔ کیونکہ مثلاً یہ صفات اللہ تعالےٰ کے کہ وہ بولتا ہے سنتا ہے پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، رحمت یا عذاب کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ بغیر اس کے کہ رسول کے ذریعہ سے ان کا پتہ لگے۔ کیونکر ان پر یقین آسکتا ہے، اور اگر یہ صفات مشاہدہ کے رنگ میں ثابت نہ ہوں۔ تو خدا تعالےٰ کا وجود ہی ثابت نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں اس پر ایمان لانے کے کیا معنی ہونگے اور جو شخص خدا پر ایمان لائے۔ ضرور ہے کہ اس کے صفات پر بھی ایمان لاوے اور یہ ایمان اس کو نبیوں پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرے گا۔ مثلاً خدا کا کلام کرنا اور بولنا بغیر ثبوت خدا کے کلام کیونکر سمجھ آسکتا ہے۔ اور اس کلام کو پیش کرنے والے معہ اس کے ثبوت کے صرف نبی ہیں۔"

پھر حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۸ پر فرماتے ہیں:۔

"مبارک اور بے خطر وُہ ایمان ہے جو خدا کے رسول کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ وُہ ایمان صرف اس حد تک نہیں ہوتا۔ کہ خدا کے وجود کی ایک ضرورت ہے۔ بلکہ صدہا آسمانی نشان اس کو اس حد تک پہونچا دیتے ہیں۔ کہ درحقیقت وہ خدا موجود ہے۔ پس اصل بات یہ ہے۔ کہ خدا پر ایمان مستحکم کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا مثل میخوں کے ہے۔ اور خدا پر اسی وقت تک ایمان قائم رہ سکتا ہے جب تک کہ رسول پر ایمان ہو۔" (باقی)

تعلیم و تربیت کا لائحۂ عمل

گذشتہ ایام میں بعض جماعتوں نے رسالہ "تعلیم و تربیت کا لائحۂ عمل" مانگا تھا۔ مگر ان دنوں یہ رسالہ زیر طبع تھا۔ اب چھپ کر تیار ہو گیا ہے اس لئے تمام جماعتوں کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ نظارت ہذا کو لکھ کر رسالہ مذکورہ منگوالیں۔ اور اس کے مطابق احباب کی تعلیم و تربیت کریں۔ ناظر تعلیم و تربیت

غیر مبایعین حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے نقش قدم پر
جماعت احمدیہ کے عقائد اور اسکے مسلک کی برتری کا کھلا کھلا اعتراف

سچائی اور صداقت کی ناقابل تسخیر طاقت سورج سے زیادہ روشن اور پہاڑ سے زیادہ مستحکم ہوتی ہے۔ ایک وقت تک اس کا انکار کیا جاسکتا ہے۔ اس کو جھٹلایا جاسکتا ہے اُس سے تمسخر کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جلد یا بدیر ایسا وقت ضرور آتا ہے۔ کہ دشمن کو بھی چار وناچار اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہی پڑتا ہے۔ اور وہ مجبور ہو جاتا ہے کہ اپنے قول یا فعل سے اپنی شکست اور صداقت کی برتری کا اقرار کرے!!

جماعت احمدیہ کے عقائد اور اسکا مسلک ایک کھلی ہوئی صداقت ہے۔ جس کو منکرین خلافت نے متواتر پچیس ۲۵ برس تک جھٹلایا۔ اس پر تمسخر کیا اور اُسے نابود کرنے کے لئے پورا زور لگایا۔ لیکن پچیس برس کے بعد استداد زمانہ کے ہزاروں تھپیڑے کھا کر آج ہمارے غیر مبایعین بھائی بالآخر مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کی برتری اور فوقیت کو تسلیم کریں۔ انکا یہ اعتراف حقیقت کبھی ان کی زبانوں سے اور کبھی ان کے افعال سے ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے واضح کیا گیا ہے۔

اختلاف کی اصل بنیاد

اہل نظر جانتے ہیں۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں جب تشتت و انشقاق کا بیج بویا گیا۔ تو اوّل اوّل اس کی بنیاد نہ مسئلہ 'نبوت مسیح موعود' پر تھی۔ نہ مسئلہ کفر و اسلام پر اور نہ ہی غیر احمدی کا جنازہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا سوال اس وقت درپیش تھا۔ اس وقت اختلاف صرف اس ایک امر میں تھا۔ کہ صدر انجمن احمدیہ خلیفۂ وقت کے ماتحت ہو یا خلیفہ انجمن کے ماتحت۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب کے خسر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی لکھتے ہیں۔ "سب سے پہلا فتنہ جو میاں محمود احمد صاحب کی پارٹی نے قادیان میں اٹھایا یہ تھا۔ کہ مولوی نور الدین صاحب کے سامنے یہ سوالات لا ڈالے۔ کہ آیا انجمن خلیفہ کے ماتحت ہے یا خلیفہ انجمن کے ماتحت" پیغام صلح ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء

اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے تدریجاً زمانہ اور وقت کی ضروریات کے ساتھ ساتھ نئے نئے سوالات لا کھڑے کئے۔ جماعت کی عظیم اکثریت ان کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ اسلئے انہوں نے غیروں کی ہمدردی حاصل کرنا چاہی۔ جس کے لئے تکفیر اہل قبلہ کا سا جذباتی مسئلہ گھڑا گیا اور پھر اس کو سہارا دینے کیلئے نبوت مسیح موعود علیہ السلام سے انکار کر دیا گیا۔ اور اس طرح یہ اختلاف ایک آئینی سوال سے بڑھتے بڑھتے عقائد اور ایمانیات تک جا پہنچا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اختلاف عقائد کی مختصر تاریخ بیان کرنے کے بعد میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ جس طرح تدریجاً ان لوگوں نے جماعت احمدیہ کے مسلک سے انحراف کیا تھا اسی طرح آہستہ آہستہ اب پھر اسی نقطہ کی طرف آرہے ہیں۔ جسے بقول اُن کے ایک ناتجربہ کار پچیس ۲۵ سالہ نوجوان" یعنی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مومنانہ فراست سے آج سے پچیس ۲۵ برس پیشتر سمجھ لیا تھا۔

واجب الاطاعت امیر کی ضرورت

جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے۔ سب سے پہلا اور بنیادی مسئلہ جس پر تمام اختلاف عقائد کی عمارت کھڑی کی گئی یہ تھا۔ کہ انجمن اور خلیفہ کے اختیارات کیا ہوں غیر مبایعین کا خیال تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کی وصیت کی رو سے حضور کی جانشین انجمن ہے لہذا خلیفۂ وقت کو بہر حال انجمن کے ماتحت رہنا چاہیئے اور جماعت کی اکثریت اس یقین پر قائم تھی۔ کہ خلیفۂ وقت صدر انجمن اور جماعت کے لئے واجب الاطاعت امام ہونا چاہیئے۔ ایک واجب الاطاعت امام ہونے کے خلاف غیر مبایعین کے دلائل یہ تھے۔ "اسلام جمہوریت کا مذہب ہے۔ نہ کہ ملوکیت۔ استبدادیت یا ڈکٹیٹر شپ کا" اور "ایک فرد واحد کے دماغ پر بھروسہ کرنا غلطی ہے۔ کئی دماغ ملکر جو امر تجویز کریں گے۔ اس میں غلطی کا احتمال کم ہو گا۔" (مرأۃ الاختلاف ص۳۴ مصنفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اب تک غیر مبایعین اصحاب اپنے ان خیالات کو بڑی شد و مد کے ساتھ پیش کرتے رہے ہیں۔ اور ہمیں "پیر پرست" "آزادی ضمیر کا خون کرنے والے" اور نہ جانے کن کن خطابات سے نوازتے رہے لیکن متواتر پچیس ۲۵ برس تک اپنی نام نہاد "جمہوریت" کو آزما لینے کے بعد آج انہی اصحاب کے قلوب میں ایک واجب الاطاعت امیر مقرر کرنے کی خواہش پیدا ہو رہی ہے چنانچہ کل تک جس مقام سے "آزادی ضمیر جمہوریت اور حریت کا راگ الاپا جاتا تھا جہاں پر ایک بدوی عرب کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے کا واقعہ بڑے مزے لے لیکر بیان کیا جاتا تھا۔ اس سے آج یہ آواز آرہی ہے۔ کہ "انجمن کی آئینی قیادت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کو حاصل ہے ہمیں شریعت اسلامیہ کی روشنی میں اور اس کے قوانین کے مطابق انجمن اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی کامل اطاعت کرنا ہے۔ قائدین اور امیروں نے ہمیشہ جماعتوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔" (پیغام ۱۲ دسمبر ۱۹۳۹ء)

کیا یہ ہمارے مسلک کی کھلی کھلی فتح اور غیر مبایعین کا اعتراف شکست نہیں؟

مسئلہ کفر و اسلام اور غیر مبایعین

غیر مبایعین کا دوسرا مایۂ ناز مسئلہ "کفر و اسلام" ہے۔ گذشتہ ربع صدی میں سب سے زیادہ اسی مسئلہ کی آڑ میں عوام کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس مسئلہ کی خاطر نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے انکار کیا گیا۔ اس کو پیش کر کے یہ توقع کی جاتی تھی کہ غیر مبایعین بہت جلد مسلمانوں میں ہر دل عزیز اور مقبول ہو جائیں گے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اپنی قریباً ہر کتاب پمفلٹ اور اشتہار میں اسے پیش کرنے کا خاص اہتمام کیا جاتا رہا۔ اس مسئلہ میں آج تک غیر مبایعین کی طرف سے جو کچھ کہا گیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے "لاہور والے ہر ایک کلمہ گو اہل قبلہ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ مگر قادیان والے کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر خارج از اسلام سمجھتے ہیں سوائے ان کے جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں داخل ہوں۔" (پیغام صلح ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء)

"جب وہاں کلمہ گوؤں کی تکفیر اور اجرائے نبوت جیسے مسائل شروع ہوئے جو صریح طور پر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو گھٹانے والے تھے۔ تو ہم نے ان سے اختلاف اور اظہار بیزاری کرتے ہوئے قادیان کو چھوڑ دیا" (خطبہ جمعہ از پیغام ۱۷ مارچ ۱۹۴۰ء)

"قادیان کے اندر کفر اور شرک کے دو زبردست قلعے ہیں۔۔۔۔۔۔ ان میں سے ایک قلعہ کفر کا اور دوسرا شرک کا ہے۔" خطبہ از پیغام ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء)

لیکن حال ہی میں مولوی محمد علی صاحب نے ایک رسالہ "اسلام اور موجودہ جنگ" میں اپنے دستخطوں کے ساتھ یہ تحریر فرمایا ہے۔ "اس بات پر محکم یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا۔ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔ اور آجکل کے کلمہ گو اہل قبلہ کے متعلق مولوی صاحب کا یہ خیال ہے۔ کہ "عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ سے چھ سو سال پہلے نبی ہو چکے تھے دوبارہ آئینگے جس سے ختم نبوت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے۔" (ریویو نمبر ۵ جلد ۵)

گویا مولوی صاحب کے نزدیک تمام مسلمان چونکہ حضرت عیسیٰؑ کی آمد کا عقیدہ رکھنے سے ختم نبوت کو توڑتے ہیں۔ اس لئے وہ سب کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایا آپنے۔ وہی مولوی محمد علی صاحب جنکے نزدیک ہمارا سب سے بڑا جرم کلمہ گوؤں کی تکفیر تھا۔ جو اس عقیدہ کو دین کے اندر رخنہ اور کفر کا زبردست قلعہ قرار دیا کرتے تھے آج خود بھی اس فعل کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور اور بیک جنبش قلم نہ صرف تمام مسلمانوں کو بلکہ جماعت احمدیہ کو بھی بزعم خود بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیدیا۔ مولوی صاحب نے یہ تبدیلی عقیدہ خواہ جماعت قادیان کو بے دین قرار دینے کی خاطر ہی کی ہو۔ مگر بہر حال انہوں نے واضح الفاظ میں اپنے مسلک سے انحراف کر لیا۔ اور انکے تازہ فتوے کی لپیٹ میں سب مسلمان آجاتے ہیں

تنظیم و توسیع جماعت

"مسئلہ خلافت" اور "تکفیر اہل کبلہ" یہی وہ دو مسائل ہیں جنہیں غیر مبایعین جماعت احمدیہ کے سواد اعظم سے علیحدہ ہونے کی اصل وجہ قرار دیا کرتے ہیں اور ان دونوں مسائل میں آج وہ اپنے مسلک سے انحراف کر چکے ہیں اور عملی طور پر ہمارے نقطہ نظر کی حقانیت کو تسلیم کر چکے ہیں۔ اب میں بتاؤں گا کہ عملی میدان میں بھی وہی طریق کار جماعت کی ترقی کا ذریعہ ثابت ہوا۔ جسے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے تجویز فرمایا تھا۔ اس کے بالمقابل غیر مبایعین کے بڑے بڑے تجربہ کار بوڑھے اکابرین نے جو راہ عمل تجویز کیا تھا۔ وہ بالکل ناکام رہا۔ اور اسی ناکامی کو اچھی طرح محسوس کر لینے کے بعد آج یہ اصحاب بھی ہمارے ہی طریق کار کو اختیار کرنے کے متمنی نظر آرہے ہیں چنانچہ گذشتہ ایک دو سال سے غیر مبایعین کے اخبارات پیغام صلح اور لائٹ اسلام میں "تنظیم و توسیع جماعت کی تحریک کا بہت چرچا ہو رہا ہے۔ اس تحریک کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ اور اس کی تشریح کیا ہے یہ ذرا انہیں کی زبانی سن لیجئے۔

"جماعت لاہور کی توجہ زیادہ تر اشاعت اسلام کی طرف رہی۔ اور جماعتی تنظیم و استحکام نے ثانوی حیثیت اختیار کر لی جس کا اثر تبلیغی مساعی پر جو ہوا وہ کسی تشریح کا منت کش نہیں۔ اشاعت اسلام اور جماعتی قوت کا چولی دامن کا ساتھ ہے جماعت بنیاد ہے تو اشاعت اسلام عمارت ہے" (رنگ اسلام جنوری سنہ ۱۹۶۰ء)

"اشاعت اسلام اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک جماعت قوی نہ ہو" (۲) "بہت کم قوت جماعت بنانے پر صرف ہوئی بمقابلہ دوسرے فریق کے (قادیان) اس نے اپنی ساری قوت جماعت سازی پر صرف کر دی۔" (خطبہ جمعہ از پیغام ۲۶ مئی سنہ ۱۹۶۰ء)

محولہ بالا سطور میں کھلے طور پر اعتراف کر لیا گیا ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے جماعت بنانا سب سے اہم اور بنیادی چیز ہے اور اس کی طرف حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے وابستگی رکھنے والی جماعت ہی نے توجہ کی ہے۔ اور غیر مبایعین نے اسے اب تک نظر انداز کئے رکھا۔

سادہ زندگی اور کفایت شعاری

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی راہنمائی میں وقتاً فوقتاً مختلف تحریکات سلسلے کی بہتری اور ترقی کے لئے جاری فرماتے رہتے ہیں مولوی محمد علی صاحب کا ہمیشہ سے یہ طریق رہا ہے کہ پہلے تو اپنی روایتی "محمود دشمنی" کی وجہ سے ان تحریکات پر خوب نکتہ چینی کریں گے۔ اور دل کھول کر اعتراض فرمائیں گے۔ مگر کچھ عرصہ بعد کسی نہ کسی صورت میں اپنی پارٹی میں رائج کرنے کی کوشش فرمانے لگ جائیں گے۔ چنانچہ جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے تحریک جدید کا آغاز فرمایا تو مولوی محمد علی صاحب کو اس میں عیب ہی عیب نظر آئے۔ کبھی اسے "دیال باغ کی سکیم" کہا جاتا اور کبھی اسے احمدیت اور اسلام کے منافی قرار دیا جاتا۔ مگر آج اس تحریک کے اہم اور بنیادی اصول یعنی سادہ زندگی اور کفایت شعاری وغیرہ کو اپنی پارٹی کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ "ہفتے میں ایک دن یعنی جمعرات کے دن اپنے کھانے کی عادت کو تبدیل کریں۔ اگر آپ دو سالن کے عادی ہیں تو ایک پر اکتفا کریں۔" (موجودہ وقت میں ہمارا فرض) امیر ہو یا غریب اس سے خالی کوئی نہ رہے اس کمی سے جو کچھ بچت ہو اسے ایک صندوقچی میں جمع کرتے جائیں ..... یہ ہمارا بچت فنڈ کہلاتا ہے"

کم از کم ایک احمدی بنانا

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے سنہ ۱۹۳۸ء کے جلسہ سالانہ پر تحریک فرمائی تھی کہ ہر احمدی سال میں کم از کم ایک احمدی بنانے کی ضرور کوشش کرے۔ سنہ ۱۹۶۰ء میں مولوی محمد علی صاحب بھی اسکی تقلید کرتے ہوئے اپنی پارٹی سے فرماتے ہیں "امیر غریب مرد عورتیں سب یکساں کوشش کریں کہ ان میں سے ہر ایک کے ذریعہ سے کم سے کم ایک آدمی اسی سال کے اندر اندر جماعت میں داخل ہو" (پیغام ۷ جنوری سنہ ۱۹۶۰ء)

امتحان کتب حضرت مسیح موعودؑ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں ایک لمبے عرصہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا امتحان ہوتا ہے۔ ہر سال سینکڑوں احباب اس میں حصہ لیتے ہیں اور حضرت اقدس کی کتب سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ غیر مبایعین کو یہ تجویز اب سوجھی ہے "تجویز ہے کہ حضرت صاحب کی کتب کا باقاعدہ امتحان ہوا کرے اس کے متعلق عنقریب نصاب وغیرہ شائع کیا جائے گا" (پیغام ۸ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء)

وصایا کی تحریک

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت بہشتی مقبرہ کا نظام قائم فرمایا اور وصایا کرنے کی تحریک جاری فرمائی۔ لیکن اکابر غیر مبایعین نے آغاز اختلاف میں اپنی وصایا کو منسوخ کر کے اسی کو نہایت نفرت اور حقارت سے ٹھکرا دیا۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے مقبرہ بہشتی کے متعلق ناروا الفاظ کہنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ جماعت احمدیہ میں یہ نظام اسی صورت میں اب تک قائم ہے۔ ہزاروں احباب وصایا کر کے اس میں دفن ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب اب اپنی پارٹی کو وصایا کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں "دوسری بات جو میں اپنے بزرگ دوستوں سے کہنا چاہتا ہوں وہ وصایا کی تحریک کے متعلق ہے ...... اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے عرصہ تک اس کی طرف سے غفلت برتی ہے۔ لیکن اب کئی سال سے یہ تحریک احباب کے سامنے ہے" (خطبہ جمعہ از پیغام صلح مورخہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۴۱ء)

مولوی محمد علی صاحب نے گو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ اکثر تحریکات کسی نہ کسی صورت میں اپنی پارٹی میں رائج کرنے کی کوشش کی مگر ان کی یہ کوششیں کبھی بھی ثمر مندہ تکمیل نہیں ہوئیں۔ ان کے ہمنوا ٹھیرے "آزادی ضمیر۔ جمہوریت اور حریت" کے پروانے۔ وہ بھلا اپنے امیر کی آواز پر لبیک کر "شخصی غلامی" اور "پیر پرستی" کو کب گوارا کر سکتے ہیں۔ یہ شرف تو صرف "قادیان والوں" کو ہی حاصل ہے۔ کہ ادھر ان کے امام نے انہیں پکارا ادھر وہ "لبیک یا امیر المومنین لبیک" کہتے ہوئے حاضر ہو گئے۔

بالآخر میں اپنے بچھڑے ہوئے دوستوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ ذرا غور فرمائیں آخر کیوں انہیں قدم قدم پر ہماری تقلید اور نقالی کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ دنیوی نقطہ نگاہ سے تو بلاشبہ مولانا محمد علی صاحب اور ان کے رفقا کی کامیابی کا زیادہ امکان تھا۔ (۱) آپ کو صدر انجمن احمدیہ کے روح رواں ہونے کی وجہ سے جماعت میں رسوخ اور اثر حاصل تھا۔ (۲) ریویو کی ایڈیٹری۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی تقاریر کی وجہ سے غیر احمدی حلقوں میں مقبول تھے (۳) علم تجربہ ہر رنگ میں آپ کو زیادہ تھا (۴) اپنے عقائد خصوصی میں بھی غیروں کے لئے ایک کشش اور لچک پیدا کر لی گئی تھی۔ (۵) لاہور ایسا مرکزی مقام حاصل تھا جہاں پر اپیگنڈا کے لئے ہر ممکن سہولت میسر ہے۔ لیکن باوجود ان تمام موافق حالات کے وہ اس "جماعتی تنظیم اور اس استحکام" کو بھی حاصل نہ کر سکے جس کے بغیر بقول "رنگ اسلام" اشاعت اسلام ہو نہیں سکتی" اس کی ایک اور صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت حاصل نہ تھی۔ الٰہی سلسلوں کی ترقی یقیناً دنیوی تجاویز اور اسباب سے نہیں ہوتی بلکہ اسی نصرت الٰہی سے ہوتی ہے جو پس پردہ کام کر رہی ہوتی ہے اور کامیابی کی نئی سے نئی راہیں بتاتی ہے۔ خاکسار:- خورشید احمد

سیکرٹریان تالیف و تصنیف کے فرائض

بیرونی جماعتوں کے امیر، پریذیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ اپنی اپنی جماعتوں میں وہ اجلاس کرکے سیکرٹری "تالیف و تصنیف کے عہدہ پر کسی موزوں شخص کو نامزد کریں۔ اور اس کے سپرد حسب ذیل کام کریں۔ اور ان کو ہدایت کریں۔ کہ اپنے کام کی رپورٹ مرکز "قادیان میں ماہوار ارسال فرمایا کریں۔

سکرٹری تالیف و تصنیف کا کام یہ ہوگا:-

(۱) اُن کے شہر یا حلقہ میں اگر کوئی کتاب یا اشتہار وغیرہ اسلام اور احمدیت کے خلاف شائع ہو۔ تو اس کا جواب مرتب کرکے شائع کرنا۔ اگر وہ خود جواب نہ لکھ سکتے ہوں۔ تو کتاب یا اشتہار مرکز سلسلہ قادیان میں جواب کے لئے ارسال کرنا۔

۲۔ مرکز قادیان سے شائع ہونے والے لٹریچر کی اشاعت میں کوشاں رہنا اور اپنے حلقہ کے احباب میں کتب سلسلہ کے خرید کی طرف توجہ دلانا اور اُن سے آرڈر لے کر مرکزی بک ڈپو قادیان میں بھجوانا۔

۳۔ روایات صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ سے لکھوا کر ارسال کرنا۔

۴۔ رسالہ ریویو انگریزی و رسالہ ریویو اردو کے خریدار بنانے کیلئے اپنے حلقہ میں احباب کو وقتاً فوقتاً تحریک کرنا۔

۵۔ مرکزی لائبریری "قادیان کے لئے ہر قسم کی کتب نئی یا پُرانی خواہ اسلام یا احمدیت کے مخالف لکھی ہوئی ہوں یا موافق یا کسی دیگر علوم پر مشتمل ہوں۔ مرکز سلسلہ میں بھجوانا۔

ناظر تالیف و تصنیف

"الفضل" کی توسیع اشاعت کے متعلق احباب کا فرض

"الفضل" مالی لحاظ سے اس وقت جن مشکلات میں سے گذر رہا ہے۔ ان کا ذکر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرما چکے ہیں۔ حضور نے احباب کو "الفضل" کی اشاعت بڑھانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس خطرہ کا اظہار فرمایا تھا۔ کہ اگر احباب نے "الفضل" کی خریداری کی طرف خاص طور پر توجہ نہ کی۔ تو اسکا روزانہ شائع ہونا محال ہوگا۔ ان حالات میں احباب کیلئے ضروری ہے۔ کہ اپنے فرض کو پہچانیں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ آگے بڑھایا ہوُا قدم پیچھے ہٹانا پڑے۔ ہر دوست کم ازکم ایک نیا خریدار بنانے کی کوشش کرے۔

مینجر

احباب چندہ ادا فرماویں

جن احباب نے اس وعدہ پر وی۔ پی۔ رکوا لئے تھے۔ کہ وہ اسی ماہ یا مارچ کے پہلے ہفتے میں قیمت بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیں گے۔ وہ براہِ کرم بہت جلد چندہ ارسال فرماویں۔ افسوس ہے۔ بعض دوست وی۔ پی۔ تو ادائیگی کا وعدہ کرکے رکوا لیتے ہیں۔ مگر بعد میں چندہ کی ادائیگی سے پھر غافل ہو جاتے ہیں۔ احباب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ بروقت چندہ کی ادائیگی ان کے فرائض میں سے ہے۔ اس لئے انہیں اس طرف سے ہرگز غافل نہیں ہونا چاہیئے۔

مینجر

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۸ ا فروری - جاپان کے سالانہ اخراجات چین کے ساتھ جنگ سے قبل کے اخراجات سے پانچ گنا ہو رہے ہیں اور اس کا قرضہ ۳۵-۱۹۳۴ء کے کل بجٹ کے برابر ہو چکا ہے۔

لنڈن ۸ ا فروری - روس اور جاپان میں تجارتی بات چیت شروع ہو گئی ہے کل جاپانی سفیر ماسکو نے روسی وزیر تجارت سے ملاقات کی۔

لنڈن ۸ ا فروری - برطانیہ کے وزیر خوراک نے ہاؤس آف لارڈز میں بیان دیتے ہوئے کہا - کہ خوراک کے بارہ میں ہمیں ابھی اور پابندیاں اپنے اوپر عائد کرنا پڑیں گی - ہمارا روٹی کا مسئلہ تشویشناک ہے - جانوروں کی چربی اب نہیں مل رہی - پنیر کی کمی بھی تشویشناک صورت اختیار کر رہی ہے - گوشت کی درآمد کرنے والے جہاز ، بحیرہ روم کی مہم پر بھیج دیئے گئے ہیں - اب پھلوں کی سپلائی پہلے سے آدھی رہ جائیگی پیاز کی کمی نے ہماری قوم کو سخت دھکا لگایا ہے - اس لئے ہم نے چودہ ہزار ایکڑ میں پیاز کی کاشت کرا دی ہے - غیر ممالک سے خشک دودھ کی کل مقدار منگوائی جا رہی ہے - تا بوقت ضرورت اسی پر گذر کی جا سکے۔

پشاور ۸ ا فروری گاندھی جی نے ایک شخص کے جواب میں لکھا ہے - کہ میں نے افریدیوں کو ستیہ آگرہ کی اجازت بالکل نہیں دی - سوائے ان ایک دو کے جو کلیۃً کانگریس میں شامل ہو چکے ہیں

لنڈن ۸ ا فروری - جنوری میں ہوائی حملوں سے لنڈن میں ۱۵۰۲ آدمی ہلاک ، اور ۲۰۶۲ زخمی ہوئے۔

سنگاپور ۹ ا فروری - ملائی ممالک کی برطانی افواج کی مدد کے لئے آج ہزاروں آسٹریلین سپاہی پہنچ گئے - ان کا شاندار استقبال کیا گیا - اس سے قبل اتنی فوج یہاں نہیں آئی - اس میں آسٹریلیا کے ہر علاقہ کے والنٹیر ہیں - اور ہر قسم کے نئے اسلحہ سے مسلح ہیں - گولہ بارود اور ہر قسم کی ضروریات کا سامان

ان کے پاس ہے - صرف ایندھن اور راشن ملایا سے لینا پڑے گا - اس فوج کی آمد سے مشرقی ایشیاء کے معاملات میں امریکہ کی دلچسپی اور بھی بڑھ گئی ہے

لنڈن ۹ ا فروری نیوزی لینڈ اور امریکہ میں اب سفراء کا تبادلہ ہو گیا ہے - وزیر اعظم نیوزی لینڈ نے کہا - کہ بحر الکاہل کے حالات کے پیش نظر ہمارے لئے اپنے پڑوسیوں سے میل جول بڑھانا ضروری ہے - اور سفراء کے تبادلہ سے ان دو ملکوں کی پرانی دوستی اور پکی ہو جائے گی۔

رنگون ۹ ا فروری - برما کے ایوان نمائندگان میں آج بتایا گیا - کہ اس وقت کوئی ملک بھی حملہ کے خطرہ سے محفوظ نہیں - اس لئے برما کی فوجی طاقت کو سرعت سے بڑھایا جا رہا ہے - ہوائی دستے کے لئے پہلا جتھہ ٹریننگ کی غرض سے سکول بھیج دیا گیا ہے - اور سمندری بیڑے کے متعلق برما کی دیرینہ آرزو کے پورا ہونے کا بھی وقت آ گیا ہے۔ نئے سال کے بجٹ میں ایک کروڑ ۳۹ لاکھ کا گھاٹا دکھایا گیا ہے - ایک لاکھ سے اوپر آمدنی پر چھ پائی فی روپیہ اور تین ہزار تک ایک پائی فی روپیہ ٹیکس لگایا گیا ہے۔

دہلی ۹ ا فروری - آج کونسل آف سٹیٹ میں نئے کمانڈر انچیف ہند کی تعریف کی گئی ، اور کہا گیا - کہ سر کلاڈ چیٹفیلڈ کمیٹی کے ساتھ بھی ہندوستان کی خدمت کر چکے ہیں - اور انہوں نے ہی زور دیا تھا - کہ ہندوستانی افواج کو مشینی بنا دیا جائے۔

الہ آباد ۹ ا فروری آج ہائیکورٹ کے چیف جسٹس سر جان ٹان فوت ہو گئے۔

چھگواڑہ ۸ ا فروری کھانڈ ۱۰/۱/۱۱ بجنور ۱۴/۸ - لائل پور گندم دڑہ ۲/۶ - ۳/۱۴ - ۵/۹۱ - ۶/- ۱۶/۳/۱ - چنے ۲/۶/۱۲

بنولہ دڑہ ۶/۱۲/۱ اکپاس دیسی ۴/۶/۱ نرما ۱۲/۷ - گڑ ۲/۸/۱ - شکر ۳/۸/۰

کلکتہ ۸ ا فروری ہوائی حملوں سے بچاؤ کا انتظام کرنے والوں کے لئے فولاد کی بیس ہزار ٹوپیوں کا آرڈر دے دیا گیا ہے۔

مالٹا ۸ ا فروری گذشتہ اتوار کو مالٹا پر ایک دن میں دس ہوائی حملے ہوئے - گذشتہ گیارہ روز میں اس پر ۶۳ حملے ہو چکے ہیں - تاہم جان و مال کا نقصان بہت کم ہوا۔

لاہور ۸ ا فروری - آج پنجاب اسمبلی میں حکومت کی طرف سے بتایا گیا - کہ ۴۱-۱۹۴۰ء کے پہلے تین ماہ میں اضلاع حصار رہتک اور گوڑگانواں کے قحط زدہ علاقوں میں ۲۶ لاکھ روپیہ بطور ریلیف دیا گیا۔

دہلی ۹ ا فروری - آج مرکزی اسمبلی میں ریلوے کا سالانہ بجٹ پیش ہوا - اور بتایا گیا - کہ پچھلے سال بجٹ میں ۱۴ کروڑ ۵۹ لاکھ بچت ہوئی - اتنی پہلے کبھی نہیں ہوئی - نئے سال کے لئے آمد کا اندازہ ایک ارب ۹ کروڑ اور خرچ کا نوے کروڑ ہے - بچت قریباً ۱۲ کروڑ ہے پچھلے سال مسافروں کے کرایہ میں جو اضافہ کیا گیا تھا - وہ کم سے کم آئندہ تین ماہ اسی طرح رہے گا - اس سال کے آخر تک ۳۴۲ سو میل لائنوں کو اکھاڑ کر سمندر پار بھیج دیا جائے گا - کیونکہ ان سے کوئی فائدہ نہیں - اناج اور چارے کے کرایہ میں تخفیف بدستور رہے گی۔

نیروبی ۹ ا فروری برطانیہ کے ہوائی بیڑے کے ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے کہ جنوبی افریقہ کے انگریزی ہوائی جہاز اطالوی سمالی لینڈ میں دشمن کو بہت پریشان کر رہے ہیں اور اس کے مرکز پر سخت بمباری کر رہے ہیں - ابے سینیا میں بھی انگریزی فوجیں جھیل تانا کے دونوں کناروں کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہیں

اس جھیل کا پانی افواج کے لئے بہت کار آمد ہو رہا ہے۔

لنڈن ۹ ا فروری - جرمن ہوائی جہاز اب لیبیا میں لوگوں پر اندھا دھند بم برسا رہے ہیں۔

زیورچ ۹ ا فروری - اطالوی پولیس نے لوگوں کو جنیوا اور اس کے آس پاس کے علاقہ میں آنے جانے کی ممانعت کر دی ہے - اس پر دس روز ہوئے برطانی طیاروں نے بمباری کی تھی۔

ایتھنز ۹ ا فروری - یونان میں انگریزی طیارے ٹیپی لینی کے علاقہ میں دشمن کی چھاؤنیوں پر شدید بمباری کر رہے ہیں - ان حملوں میں ہمارا کوئی جہاز ضائع نہیں ہوا - البانیہ کی اطالوی فوجوں کو برنڈزی سے ہوائی جہازوں میں کمک پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے - اطالوی کمانڈر انچیف کی طرف سے بار بار یہ ہدایت کی جا رہی ہے کہ خواہ کتنا نقصان ہو - اپنی چوکیوں پر ڈٹے رہو - تاہم یونانی افواج ان چوکیوں کو سر کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہیں

لنڈن ۹ ا فروری - اب برطانیہ کا یہ فوجی راز لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ وہاں گذشتہ گرمیوں سے پیراشوٹ کے ذریعہ اترنے والے سپاہیوں کو ٹریننگ دی جا رہی تھی - یہ سب وہ لوگ تھے - جنہوں نے رضاکارانہ طور پر اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا

ٹوکیو ۹ ا فروری - سنگاپور میں آسٹریلین افواج کے پہنچنے پر جاپانی اخبار برطانیہ کے خلاف بہت زہر اگل رہے ہیں ایک اخبار نے لکھا ہے کہ اس کے یہ معنے ہیں کہ برطانیہ اور امریکہ جلتی آگ پر تیل ڈالنے پر تلے ہوئے ہیں - جاپان کے سرکاری حلقوں کی طرف سے کوئی رائے ظاہر نہیں کی گئی - صرف یہی کہا گیا ہے - کہ فوجیں اس طرح سلطنت کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں آتی جاتی ہی رہتی ہیں۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا - ایڈیٹر غلام نبی